R.No. 2166/57

انجمن ترقی اُردو ہند کا ہفتہ وار اخبار

ہماری زبان

ٹیلیفون — ۲۹
قیمت تین روپیہ سالانہ
فی پرچہ دس نئے پیسے

جلد ۲۳ - شمارہ ۳۲ | اڈیٹر - آل احمد سرور | یکم ستمبر ۱۹۶۴ء

اِدارِیۃ

پریس رجسٹرار کی رپورٹ

پریس رجسٹرار کی ۱۹۶۳ء کی رپورٹ کا مختصر تذکرہ "ہماری زبان" میں ہو چکا ہے۔ اب اس کے مطالعہ کے بعد چند حقایق اور ان کی روشنی میں چند تاثرات، اردو دوستوں کی ضیافت طبع کے لیے پیش کیے جاتے ہیں۔

اخبارات کے خریداروں کی تعداد میں جو غیر معمولی اضافہ ۱۹۶۲ء میں ہوا تھا وہ ۱۹۶۳ء میں قائم نہ رہا۔ ۱۹۶۲ء میں اضافہ ۲۰ فی صدی تھا، مگر ۱۹۶۳ء میں ۵ء۴ فی صدی رہا۔ اخباروں کی تعداد اس سال ۸۰۵۰ تھی اور خریداروں کی تعداد ۲ کروڑ ۳ لاکھ ۹۲ ہزار۔ ہندی کے خریداروں کی تعداد میں ۴ء۸ فی صدی کا اضافہ ہوا۔ مگر اردو کے خریداروں کی تعداد میں ۱۱ء۳ فی صدی کا اضافہ ہوا۔ یہ اضافہ سوائے مرہٹی کے ہر زبان کے اخباروں کے خریداروں میں نظر آتا ہے۔ اردو کے خریداروں میں اضافہ بہر حال اچھا شگون ہے مگر خریداروں کی مجموعی تعداد اب بھی دوسری زبانوں کے مقابلے میں قابل اطمینان نہیں کہی جا سکتی۔ یعنی زبان ترقی تو کر رہی ہے مگر یہ ترقی خاطر خواہ نہیں ہے۔

اخباروں کی تعداد کے لحاظ سے پہلا نمبر ہندی کا، دوسرا انگریزی کا اور تیسرا اردو کا ہے۔ کئی سال سے یہی حالت ہے یہاں بھی کہا جا سکتا ہے کہ اردو کا درجہ کم نہیں ہوا۔ اردو کے اخباروں کی تعداد ۱۲ء ہے۔ انگریزی کے اخبار اب بھی سب سے زیادہ بکتے ہیں۔ ۱۹۶۳ء میں ان کے خریداروں کی تعداد ۵۲ء۲ لاکھ تھی۔ ہندی کے خریداروں کی تعداد ۲۵ لاکھ تھی۔ اس کے مقابلے میں اردو کے خریداروں کی تعداد بہت کم تھی، یعنی صرف ۹ء۸ لاکھ۔ گجراتی، بنگالی، مراٹھی، ملیالم، تامل، سب کے خریداروں کی تعداد اردو سے بہت زیادہ ہے اور تامل کی تو ۲۹ لاکھ ہے۔ یعنی اردو اخبار اور رسالے پڑھنے والوں کی تعداد میں جب تک نمایاں اضافہ نہ ہوگا اس وقت تک اردو کی ترقی کی رفتار سست ہی کہی جا سکتی ہے۔ اس تھوڑے سے اضافے پر بغلیں بجانا کسی طرح درست نہ ہوگا۔

اردو میں روزناموں کی تعداد پچھلے سال سے کم ہی رہی۔ بیشتر زبانوں میں اضافہ دیکھنے میں آیا۔ اردو کے روزناموں کے خریدار صرف ۲ء۴ لاکھ ہیں، جبکہ ہندی کے ۴ء۶ لاکھ ہیں اور تامل کے ۷ء۸۸ لاکھ۔ اردو کے کسی رسالے کے خریدار ایک لاکھ تک نہیں پہنچ سکے۔ "شمع" کے متعلق اعداد و شمار فراہم نہیں ہوئے۔ صرف "بیسویں صدی" ایسا رسالہ ہے جو ۲۷۰۰۸ چھپتا ہے۔ تامل کے چار، ملیالم کا ایک اور تلیگو کا ایک رسالہ ایک لاکھ سے زیادہ چھپتا ہے۔ اردو کے اخباروں میں سب سے زیادہ اشاعت "ملاپ" کی ہے اور اس کے بعد "پرتاپ" کی۔ یہ علی الترتیب ۴۰۸۸۵ اور ۳۹۸۹۲ ہے۔ اردو کے ۳۱ اخباروں میں ۲۱ کے پاس اپنا پریس نہیں ہے۔ یہ ان کی مالی حالت پر سب سے واضح تبصرہ ہے

اس شمارے میں

اردو کے سب سے کثیر الاشاعت اخبار غیر مسلموں کے ہیں۔ اس سے یہ بات بھی قطعی طور پر ثابت ہو گئی کہ اردو کسی طرح صرف مسلمانوں کی زبان نہیں کہی جا سکتی۔

اردو کے سب سے زیادہ اخبار اب بھی پنجاب سے نکلتے ہیں ان کی تعداد ۱۹۰ ہے۔ اتر پردیش کا نمبر اس کے بعد آتا ہے حالانکہ اتر پردیش والے اردو کے ٹھیکے دار بنتے ہیں، یہاں سے ۱۰۰ اخبار نکلتے ہیں۔ دہلی کا نمبر تیسرا ہے، یہاں کے اردو اخباروں کی تعداد ۱۲۴ ہے۔ آندھرا سے ۴۰ اور مہاراشٹر سے ۴۳ پرچے نکلتے ہیں۔

اردو دوستوں کو اپنے اخباروں کی اور سرپرستی کرنا چاہیے اپنے رسالوں کی اشاعت بھی بڑھانی چاہیے۔ ہر پڑھے لکھے آدمی کو اردو کا کوئی اخبار یا رسالہ ضرور خریدنا چاہیے۔ اسی طرح ہمارے اخباروں کو ترقی کرنے کا موقع مل سکتا ہے۔ کیا یہ شرم کی بات نہیں کہ اردو کا کوئی اخبار یا رسالہ ایک لاکھ نہیں چھپتا۔ چونکہ اردو کے اخباروں کے خریدار کم ہیں اس لیے انھیں بڑی تعداد میں اشتہار نہیں ملتے۔ اشتہار نہ ملنے کی وجہ سے ان کی آمدنی نہیں بڑھنے پاتی۔ آمدنی کم ہونے کی وجہ سے وہ اخبار کو بہتر طور پر نہیں نکال سکتے۔ اس چکر سے نکلنے کی صرف یہی صورت ہے کہ اردو کے اخباروں اور رسالوں کے خریدار لاکھوں کی تعداد میں ہوں۔

زمانہ ترقی کر رہا ہے۔ اگر ہم نے زمانے کی رفتار کو نہیں سمجھا تو ہم پیچھے رہ جائیں گے اب تک جو ترقی یا اضافہ دکھائی دیتا ہے وہ اردو زبان کی فطری صلاحیت کی وجہ سے ہے۔ اب اردو دوستوں کو بھی زبان کی ترقی کے لیے کچھ کرنا ہے۔

کارپوریشن کے اسکولوں میں اردو

بنارس کارپوریشن کی ایک میٹنگ میئر شری منوج پال داس کی صدارت میں ہوئی جس میں مجلس عمل نے منظور شدہ اردو سے متعلق ایک تجویز مجلس عمل کے نائب چیئرمین شری بدھ رام سنگھ کے ذریعے پیش ہوئی اور ڈاکٹر رمضان علی، شری نیش کمار، شریمتی منو، ماسٹر مین شری حبیب اللہ وکیل، شری عبدالرشید ممبران کارپوریشن کی پرزور تائید کے ساتھ منظور کر لی گئی۔

تجویز کے مطابق طے پایا کہ جن جونیر ہائی اسکولوں میں پانچ یا پانچ سے زائد طلبا اپنی مادری زبان میں تعلیم حاصل کرنا چاہیں تو انھیں ایک موقع فراہم کیا جائے اور اس کے لیے محکمۂ تعلیم کے ذمہ داران ان اسکولوں میں اردو ٹیچروں کا انتظام کریں۔

خیال ہوگا کہ اس سے قبل بنارس کارپوریشن کے زیر اہتمام تمام پرائمری اسکولوں میں عرصے سے اردو میں بھی خواہشمند طلبا کو تعلیم دی جاتی رہی ہے اور اب جونیر ہائی اسکول میں تازہ ترین فیصلے کے مطابق یہ سہولت حاصل ہوگی۔ (قومی آواز۔ لکھنؤ)

مسٹر نریندر لوتھر کی ادبی تخلیق

"ہندکواڑ" کی رسم اجرا

حیدرآباد ۲۸ اگست۔ مسٹر نریندر لوتھر ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ کی پہلی ادبی تخلیق "ہندکواڑ" کی رسم اجرا مسٹر ایل این گپتا اسپیشل سکریٹری ایجوکیشن نے انجام دی۔ انجمن ترقی اردو آندھرا پردیش کے زیر اہتمام اردو ہال حمایت نگر میں منعقدہ خصوصی تقریب میں مسٹر لوتھر کی تصنیف جو ان کے افسانوں، انشائیوں اور طنزیہ مضامین کا مجموعہ ہے کی رسم اجرا انجام دیتے ہوئے مسٹر ایل این گپتا نے کہا کہ مصنف نے انشا پردازی کی عمدہ صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا ہے۔ مسٹر حبیب الرحمٰن محمود نے کہا کہ "ہندکواڑ" ان کی اعلیٰ تخلیقی صلاحیتوں کا مظہر ہے۔ یہ مجموعہ ہماری ادب میں ایک خوشگوار اضافہ ہے انھوں نے امید ظاہر کی کہ مسٹر لوتھر کا ادبی ذوق نہ صرف برقرار رہے گا بلکہ ان کی دلچسپیاں روز افزوں ہوں گا اور ہمیں ان کی بہتر تخلیقات پڑھنے کو ملیں گی۔

فیض نمبر میں طلبا کو شرکت کی دعوت۔ ماہنامہ افکار کراچی جوش نمبر اور فیض نمبر کے بعد اردو کے مشہور شاعر فیض احمد فیض کی یاد گار اشاعت ہے گا۔ افکار کا فیض نمبر [illegible] کر رہا ہے جس میں ہندو پاک کے مشہور اہل قلم حضرات کے علاوہ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلبا کو بھی دعوت دی ہے [illegible] [illegible] مضامین [illegible] [illegible] ۲۵ ستمبر ۹۲ تک اپنے مضامین نظم و نثر مدیر افکار [illegible] کو ارسال کریں۔

کل ہند اردو کانفرنس جے پور

(۱) انجمن کی کل ہند اردو کانفرنس ۲۔۳۔۴ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو جے پور میں ہو رہی ہے

(۲) بہت سی شاخوں نے ڈیلیگیٹ فیس اور نمایندوں کے نام بھیجنے کے لیے مزید مہلت مانگی ہے۔ نمایندوں کی سہولت کے لیے ۳۱ اگست تک تاریخ رکھی گئی تھی تاکہ یہاں سے رجسٹری کے ذریعے ریلوے کنسیشن فارم اور تعارفی خط وقت پر پہنچ جائیں۔ اب یہ تاریخ ۲۰ ستمبر ۶۲ء تک بڑھا دی گئی ہے۔ اس کے بعد کنسیشن سے فائدہ اٹھانے کا موقع اس لیے نہیں رہے گا کہ آٹھ دس روز کنسیشن کی کارروائی میں بھی لگ جائیں گے۔

(۳) مدعو حضرات یہ ضرور تحریر فرمائیں گے کہ وہ کس اسٹیشن سے سوار ہوں گے۔ اگر اپنے اسٹیشن سے جے پور تک کا فاصلہ بھی لکھ دیں تو ہمیں مزید سہولت ہو جائے گی۔

(۴) ۳۱ اگست تک جن نمایندوں کے نام اور فیس پہنچ چکی ہے انھیں پہلی ستمبر کو ریلوے فارم اور تعارفی خط بھیج دیا جائے گا ریلوے فارم سے وہ رعایتی ٹکٹ حاصل کر سکیں گے اور تعارفی خط سے قیام و طعام اور جلسوں میں شرکت کی سہولت حاصل رہے گی۔

جنرل سکریٹری

سہیل فضل المتین

جے پور کے اردو رسائل اور اخبارات

روشنی: صاحب جائزہ تحریر فرماتے ہیں۔

[1] روشنی ۱۹۳۳ء سے جاری ہے اور اب بھی کبھی کبھی شائع ہو جاتا ہے اس کے باقاعدہ ایڈیٹر مولوی سعید حسین خاں۔ بی اے۔ بی ٹی۔ منشی فاضل ہیں۔

صاحب تذکرہ لکھتے ہیں۔

[2] "......انجمن کی جانب سے ایک ماہنامہ روشنی نامی یکم جنوری ۱۹۳۵ء کو جاری ہوا۔ اس کے ایڈیٹر مولوی سعید حسین خاں بی۔ اے۔ مولوی فاضل ہیڈ ماسٹر مسلم مڈل اسکول تھے اور روح رواں مولوی امیرالدین خاں۔ ۱۹۴۳ء تک، اس نے قابل قدر خدمات انجام دیں۔"

میرے یہاں "حقیقی کتب خانہ" میں ماہنامہ "روشنی" کا ایک اہم شمارہ بابت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۳۵ء جلد نمبر ا نمبر ۳ و نمبر ۴ موجود ہے۔ اس شمارہ کے لئے صاحب جائزہ کی رائے ہے۔

[3] "اس رسالے (یعنی روشنی) کا آل انڈیا مشاعرہ نمبر (یعنی شمارہ ۳-۴- جلد- ۱) اپنی ادبی خصوصیت کے لحاظ سے تاریخ ادب جے پور میں تو بے مثل ہے ہی بلکہ ملک کے حلیہ نگاری کے سلسلہ ادب میں اچھی جگہ پانے کے قابل ہے۔"

اس لئے اس پر تفصیلی روشنی ڈالی جاتی ہے۔ اس کا سائز ہے اور پیش نظر شمارے کے صفحات کی کل تعداد ۴۰ ہے۔ پہلے صفحہ کی پیشانی پر جلی حروف میں "روشنی" لکھا ہے اور اس کے نیچے یہ عبارت درج ہے

جلد اوّل — نمبر ۳ و ۴

بابت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۳۵ء

[4] آل انڈیا مشاعرہ جے پور

اس کے بعد "شعر کی الہامی حیثیت" کے عنوان سے ایک مضمون ہے جو صفحہ ۲ پر ختم ہوا ہے۔ صفحہ ۲ ہی سے ایک دوسرا مضمون "جے پور کی خصوصیت ادب و شعر" شروع ہوتا ہے جو صفحہ ۳ پر ختم ہوا ہے اور صفحہ ۳ پر آخر میں جلی حروف میں یہ عبارت درج ہے۔

مشاعرہ کی ڈائمنڈ جوبلی سرپرستی

ہزہائینس سرمان سنگھ جی بہادر والئے جے پور

راج راجیندر سرپرست راجہ دھیراج

سوائی مادھو سنگھ جی بہادر بالقابہم و اجلالہم

صفحہ ۴ پر شروع میں یہ عبارت درج ہے۔

۲۰-۲۱-۲۲- اپریل ۱۹۳۵ء کو بصدارت جناب رائے بہادر پنڈت امرناتھ صاحب اٹل نائب ممبر صدر کمیٹی مشاعرہ منائی گئی۔

اس کے بعد بعنوان "مشاعرہ کمیٹی" کے ذیل میں عہدہ داران "مشاعرہ کمیٹی" کا تعارف اور اسمائے گرامی ہیں۔ پھر "دعوت اجتماع شعراء" کی کیفیت درج ہے جو صفحہ ۵ پر ختم ہوئی ہے۔ صفحہ ۵ ہی سے بعنوان "البرٹ ہال" کچھ دیگر باتوں کے علاوہ مشاعرہ کی کیفیت درج ہے۔ جو صفحہ ۶ پر ختم ہوئی ہے۔ صفحہ ۶ ہی سے "شعرائے جے پور کی خدمت میں گزارش" کے عنوان سے "شعر و شاعری سے متعلق کچھ باتیں کہی گئی ہیں۔ جس کا سلسلہ صفحہ ۹ پر ختم ہوا ہے اور صفحہ ۹ ہی سے بعنوان "خاص خاص شعرائے روشناسی و تعارف" کا اہم سلسلہ شروع ہوا ہے[1]۔ جو صفحہ ۱۵ پر ختم ہوا ہے

---

[1] جائزہ زبان اردو صفحہ ۲۷

[2] انجمن سے مراد "اسلامی پنچایت یا انجمن تعلیم المسلمین ہے۔ اس کے حالات کے لئے تذکرہ شعرائے جے پور کے صفحات ۴۸ و ۴۹ دیکھے جا سکتے ہیں۔

[3] جائزہ زبان اردو صفحات ۶۷-۶۸

[4] آل انڈیا مشاعرہ جے پور کی بابت صاحب جائزہ کی یہ رائے ہے

"اس کی تفصیل میں پڑنے کی بجائے یہ کہہ دینا مناسب ہوگا کہ اپنی قسم کا یہ پہلا مشاعرہ تھا اور جے پور میں تو کیا شاید ہندوستان میں اس سے قبل اس طرح کا مشاعرہ منعقد نہ ہوا تھا۔ (جائزہ زبان اردو صفحہ ۳۰)

[1] بعض مشہور شعراء کی روشناسی و تعارف کا حال حسب ذیل ہے۔

جوش صاحب ملیح آبادی —— جوش ملیح آباد غلط۔ بلکہ صحیح جوش کہو۔ نمود ظاہر کے اعتبار سے پورا افغان۔ لہجہ کے لحاظ سے کچھ ایرانی۔ گو اس کا ترنم شرمندۂ آداب موسیقی نہ ہو۔ مگر اثر انداز۔ ہمارے تمہارے بولنے کے معمولی الفاظ ہیں۔ مگر جدت ترکیب اور خوبی ترتیب سے اعجاز معلوم ہوتا ہے رجز خوانی کی تنگ آغوش سے خود کو نکلتا دیکھ کر پریشان ہے اور سرگرم فغاں ہے۔

رباعی

مرتی ہو تو سولی پہ چڑھانا یارب — سو بار جہنم میں تپانا یارب

معشوق کہیں آپ ہمارے ہیں بزرگ — ناچیز کو یہ دن نہ دکھانا یارب

جو انسان بچوں کی طرح تقدیر کی انگلی پکڑ کر پاؤں چلتے ہیں۔ ان کو تدبیریں بتلا کر پروان چڑھاتا ہے جو دل مایوسی کی قبریں بن گئے ہیں ان میں امنگ و حوصلہ اور عمل کی دنیائیں بساتا ہے۔

پنڈت آنند نرائن ملا خلف پنڈت جگت نرائن...... بڑے باپ کا بیٹا نوخیزی سے آگے بڑھ کر نوجوانی بھاری بھرکم۔ کرزن فیشن پر گاندھی کیپ۔ برج نرائن چکبست سے کچھ فیض اشراقی پائے ہوئے۔ نہ تنہا خوش رو بلکہ خوش گو۔ ان ہی کی کوشش سے ساحل گومتی کے اتنے مایۂ ناز شاعر ہماری وادی گلستاں تک آ گئے۔

جگر صاحب مراد آبادی —— بعد کے مجنوں نے ہندوستانی لباس پہن لیا ہے اور صباحت کا منہ توڑ جواب آشفتہ گیسو لباس سے

(باقی صفحہ ۳۰ پر)

جن شعراء سے روشناسی اور تعارف کرایا گیا ہے۔ ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

پنڈت امرناتھ صاحب ساحر دہلوی۔ مجبور دہلوی۔ پنڈت برجموہن دتاتریا کیفی۔ ساغر نظامی، جوش ملیح آبادی۔ پنڈت آنند نرائن ملا۔ بسمل بدایونی۔ نواب محمد غوث دھولپوری پنڈت چاند نرائن ٹکو مہر جے پوری۔ جگر مرادآبادی۔ بیکش اکبرآبادی ماہر القادری۔ سراج لکھنوی۔ سہی اجمیری۔ فانی بدایونی۔ بوم میرٹھی اطہر ہاپوڑی۔ منشی لچھمی نراین سخا جے پوری۔ قاضی تنویر جے پوری مولوی انوار الحق۔ بسمل جے پوری۔ چند بہاری۔ لال صبا جے پوری مولانا ذہین فاروقی جے پوری۔ حافظ عزیز جے پوری سیماب اکبرآبادی۔

صفحہ ۱۵ ہی سے "مشاعرہ کمیٹی کے نورتن" کے عنوان سے درج ذیل حضرات سے روشناسی و تعارف کرایا گیا ہے۔

رائے بہادر امرناتھ اٹل (صدر) راؤ بہادر سردار سنگھ شاغل جے پوری نواب محمد عبدالوہاب خاں (نائب صدر) ہنڈ سروپ کشن زیور رائے بہادر ڈاکٹر دلجنگ کھنکا (صدر فائنینس کمیٹی) سید احمد علی شاہ جعفری (صدر مجلس استقبالیہ) مولانا رازی شیخ خلیل الرحمٰن و سید اظہار حسین شنائی۔

یہ سلسلہ صفحہ ۱۸ پر ختم ہوا ہے صفحہ ۱۹ سے "مشاعرہ کے تاثرات مابعد" کا حال درج ہے۔ یہ صفحہ ۲۰ پر ختم ہوا ہے۔ صفحہ ۲۰ ہی پر بعنوان پنچ کے خاص ایڈیٹر و شاعر منشی گوپی ناتھ صاحب امن کے تاثرات مشاعرہ کے بدولت یہ قطعہ درج ہے۔

اخلاق کی خوبیوں میں مشہور ہے یہ ۔۔۔ اسلاف کے اوصاف سے معمور ہے یہ
ہر ذرہ ہے جس کا ایک باب تاریخ ۔۔۔ مشہور جہاں وہ شہر جے پور ہے یہ

صفحہ ۲۱ سے "نہیر و نشتر" کے عنوان سے شریک مشاعرہ شعراء کے کلام کا انتخاب شروع ہوتا ہے۔ انتخاب کلام سے قبل یہ عبارت درج ہے۔

"مجھے اس امر کا اعتراف ہے کہ کثرت سے قابل انتخاب اشعار نوٹ کرنے سے رہ گئے اور اکثر شعراء کا کوئی شعر بھی نوٹ نہ کر سکا۔ اس کے دو سبب ہیں پہلے تو یہ کہ بیشتر اہل سامعین کے فلک شگاف نعرہ ہائے تحسین و داد اکثر مانع سماعت ہوئے اور دوسرے یہ کہ اکثر خود میرا ذوق نوٹ میں حارج ہوا۔ یعنی بعض اشعار کا ایسا کیف مجھ پر طاری ہوا کہ بعد کے پڑھے جانے والے اشعار کو اپنے دل و دماغ میں محفوظ نہ رکھ سکا یا پورا نوٹ نہ کر سکا۔ مجھے یقین ہے کہ شعرائے اکرام اس کو میری عدم قابلیت پر محمول فرما کر اس کمی کو معاف فرمائیں گے۔

جن شعراء کے کلام کا انتخاب کیا گیا ہے۔ ان کے اسمائے گرامی معہ صراحت منتخبہ اشعار حسب ذیل ہیں

اسمائے گرامی		تعداد اشعار
سرور جے پوری		۱
سید مشتاق حسین	مشتاق جے پوری	۱
مدن گوپال	شیون جے پوری	۳
سرور احمد	توقیر جے پوری	۱
شکور احمد	برق جے پوری	۱
شعور احمد	نواب جے پوری	۲
سید ساجد علی	ساجد جے پوری	۱
منشی امین الدین	اثر جے پوری	۲
چاند نراین ٹکو	مہر جے پوری	۴
منشی محمد اسمٰعیل	شاہ جے پوری	۱
منشی مظہر حسین	ناظم جے پوری	۱
منشی محمد عابد علی	ہلال جے پوری	۱
سید غازی حسین	غازی جے پوری	۱
منشی فدا حسین	فدا جے پوری	۳
مولوی عبدالرشید	فاضل فریدی	۱
منشی محمد حسین	نیر جے پوری	۴
سید ذاکر حسین	اثر جے پوری	۴
منشی محمد ایوب خاں	فضا جے پوری	۱
منشی عبدالرحمٰن	کوکب جے پوری	۱
مولوی محمد اسمٰعیل	ذکی جے پوری	۲
مولوی محمد طاسین	ذہین جے پوری	۲

(بقیہ ملاحظہ ہو صفحہ ۸ پر)

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳ کا) بے پروا، شرمندۂ ادب و آداب نہیں۔ استغنا کی لہروں میں بہا جاتا ہے۔ لاؤ لاؤ کی پکار ہے۔ گو بظاہر اس شعر کا ورد ہے کہ

بدنام کند اہل خرد را غلط است ۔۔۔ بلکہ مے می شود از صحبت نادان بدنام

لیکن معلوم نہیں کہ اس کمبخت کا معدہ شراب خانہ خراب کی کیسی کیمیائی تحلیل کرتا ہے کہ جس کے دماغ سے یہ باتیں نکلتی ہیں۔ کہ

ہزار جان گرامی فدا بایں نسبت ۔۔۔ کہ میری ذات سے اپنا پتہ دیا تو نے
اللہ اللہ عشق کی رعنائیاں ۔۔۔ حسن بھی لینے لگا انگڑائیاں

مجھ شاعر نے روحانی قوتوں کو ابھارا۔ مجھ نے گرمی عمل پیدا کی، مجھ نے فنا یا معدوم کو زندہ کیا۔ جگر نے شاعری میں کیف کی پھواریں برسائیں۔ جس سے ہر سامع مست ہو گیا۔ حضرت معنی اجمیری مختصر آدمی۔ مگر سینہ میں اپنے وسعت عالم لئے ہوئے ادبیات کی دنیا میں راجپوتانہ کا بہترین قائم مقام ہیں۔ انڈیا شاعروں کا بہترین رواجی اور تعمر کا ر شعر کہنا تو بلا کا اور شعر کہتا ہے تو غضب کی۔

شوکت علی صاحب فانی بدایونی، مشاعرہ میں فرخندہ فال ریاست حیدرآباد دکن قائم مقام مشیر ... کے دوسرے تو خود ہی ہونے کا دعویٰ کا ہیجان ہے۔ انشاء صاحب ... نکتہ کی فال ... زیادہ سخن فہم ... ادب ... سے متاثر ہو کر ... شعر ... انتخاب ہے۔

دیو کانت بروا، وزیر تعلیم آسام سے کلام
مترجم: پروفیسر تارا چرن رستوگی طاہر

ساگر دیکھی سا

یعنی

کیسا ہوتا ہے سمندر کبھی دیکھا کہ نہیں

(۱)

کیسا ہوتا ہے سمندر کبھی دیکھا کہ نہیں
دیکھا میں نے بھی نہیں اس کو مگر سنتا ہوں
تا افق صرف نظر آتا ہے پانی پانی
اور امواج پر آشوب کا اٹھنا گرنا

(۲)

تم نے اب تک مرے دل کو بھی نہیں دیکھا ہے
نیل ڈالے ہیں غم عشق نے جس میں ایسے
کہ وہ اب گہرے سمندر کی طرح نیلا ہے
اور طوفان تمنا بھی بپا ہے جس میں

(۳)

دل کو دیکھا نہ سہی خیر سنا تو ہوگا
نغمۂ آہ جگر سوز کبھی تو میرا
اور یہ بھی کبھی محسوس کیا ہے کہ نہیں
زیر لب کہتی ہوئی پیار سے کچھ باد نسیم
کیسی اٹھلاتی گلستاں سے گزر جاتی ہو

(۴)

جب گھٹاؤں پہ دھنک پڑتی ہو سندر چھب کی
تم نے وہ منظر رعنا کبھی دیکھا کہ نہیں؟
اور گل ریز ہر اک داغ جگر ہے میرا
تم نے یہ جلوۂ صد رنگ بھی کب دیکھا ہے؟

(۵)

شب کے سناٹے میں کوئل کی صدائے دل سوز
روح فرسا تمہیں معلوم تو ہوتی ہوگی
لیکن اس بات پہ کب دھیان دیا ہے تم نے؟
اس کی سنگت دل افسردہ مرا کرتا ہے

(۶)

کیا کہا تیرگی شام بڑھی جاتی ہے
خیر کچھ بھی سہی تکلیف چراغاں نہ کرو
بس یہی ایک تمنا ہے کہ میرے دل کو
رخ روشن کی ضیاؤں سے منور کر دو

ہندی ریاستوں میں ۲۶ جنوری ۱۹۶۵ء سے سب کام ہندی میں

سرکاری زبان کانفرنس کے حالیہ اجلاس میں جو دہلی پردیش ہندی ساہتیہ سمیلن کے زیر اہتمام ہوا تھا ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں کہا گیا ہے کہ ہندی بولنے والی ریاستوں میں ۲۶ جنوری ۱۹۶۵ء کے بعد بھی انگریزی کو سرکاری زبان کی حیثیت سے برقرار رکھنے کا فیصلہ نہ صرف قومی وقار اور عوامی بہبود کے منافی ہے۔ بلکہ آئین کی خلاف ورزی بھی ہے

کانفرنس نے قرارداد کے ذریعہ ہندی بولنے والی ریاستوں سے درخواست کی ہے کہ وہ ۲۶ جنوری ۱۹۶۵ء تک نظم ونسق کی ہر سطح پر ہندی میں کام شروع کر دیں۔

کانفرنس نے یہ بھی مطالبہ کیا ہے کہ یونین پبلک سروس کمیشن اور مرکزی حکومت کے دوسرے شعبوں کے زیر اہتمام ہونے والے مقابلے کے امتحانات کے پرچے اور جوابات ہندی میں ہوں ان کے علاوہ ریلوے پوسٹ اور ٹیلیگراف جیسے محکموں میں جہاں عوام سے ہر وقت رابطہ رہتا ہے ہندی کا استعمال رائج کر دیا جائے۔ (قومی آواز لکھنؤ)

یوم آزادی پر مشاعرہ

۱۶ اگست ۱۹۶۴ء بروز اتوار بزم ادب جے پور کی جانب سے یوم آزادی کے سلسلے میں مسلم مسافر خانہ جے پور میں رات کے نو بجے ایک مختصر مشاعرہ منعقد ہوئی۔ جس میں مقامی اور بیرونی شعراء نے اپنے کلام سے سامعین کو محظوظ کیا۔

(سکریٹری بزم ادب جے پور)

غالب پر روسی کتاب

تاجکستان کی ایک اکیڈمی نے مرزا غالب کی زندگی اور ان کے کلام پر ایک جامع کتاب شائع کی ہے کتاب کے مصنف عبد اللہ غفاروف نے ہندوستان میں ایک سال رہ کر ضروری معلومات جمع کیں۔ (قومی آواز لکھنؤ)

صلاح الدین احمد کو بعد از مرگ اعزاز

پاکستان کے مشہور ماہنامہ "ادبی دنیا" کے مالک اور مدیر مولانا صلاح الدین احمد مرحوم کو صدر ایوب نے حسن کارکردگی کا تمغہ اور دس ہزار نقد انعام دینے کا اعلان کیا ہے۔

یہ اعزاز مرحوم کی عظیم ادبی خدمات کے اعتراف میں بعد از مرگ دیا گیا ہے۔ انھوں نے اپنی تمام جائداد پاکستان میں اردو کی ترقی کے لیے وقف کر دی تھی۔ (قومی آواز لکھنؤ)

شاخ انجمن ترقی اردو چھپرہ گوگور ضلع کوٹہ کا انتخابی جلسہ

مورخہ ۹ ر اگست ۱۹۶۶ء بمقام دار المطالعہ بوقت ساڑھے ۹ بجے شب۔ زیر صدارت جناب مولوی امتیاز احمد بستوی قاسمی جلسہ منعقد ہوا۔ باتفاق رائے حسب ذیل حضرات عہدیدار منتخب کئے گئے۔

الف ۱۔ جناب مولانا عبد التواب صاحب۔ صدر
۲۔ " محمد بشیر خاں صاحب۔ نائب صدر
۳۔ " رشید احمد صاحب۔ سکریٹری
۴۔ " حافظ حبیب الرحمن صاحب خازن

مندرجہ بالا اصحاب کے علاوہ مجلس عاملہ کے لئے ممبران جناب الطاف احمد صاحب۔ جناب محمد ادریس صاحب وکیل۔ جناب رمضان خاں صاحب پٹیل۔ جناب محمد اسمٰعیل صاحب۔ جناب منیر احمد صاحب منتخب کئے گئے۔

ب۔ بعد انتخاب یہ تجویز قرار پائی کہ صورت موجودہ میں اردو کی بقا و تحفظ کے لئے ضروری ہے کہ قصبہ کے کل بچوں کی مردم شماری کر کے اسکول کی اردو جماعتوں میں داخلہ کرایا جائے۔ اس کام کے لئے قصبہ کو تین حلقوں میں تقسیم کیا گیا۔ پہلے حلقہ میں محمد بشیر خاں صاحب و محمد الطاف احمد صاحب دوسرے حلقہ میں جناب رشید احمد صاحب و حافظ عبد الماجد صاحب۔ تیسرے حلقہ میں حافظ حبیب الرحمن صاحب و محمد اسماعیل صاحب کو مامور کیا گیا۔

تین یوم میں فہرست مرتب کی جائے اور جلد سے جلد بچوں کا اردو کلاسوں میں داخلہ کرایا جائے۔

ج۔ رسالہ ہماری زبان۔ جاری کرانے کی تجویز بھی پاس ہوئی
د۔ انجمن کے ممبران کی تعداد بڑھانے کی مہم شروع کی جائے۔ (رشید احمد سکریٹری)

پنجاب میں اردو میں عرضداشتیں قبول کیجائیں گی

حکومت پنجاب نے اپنے تمام محکموں کے سربراہوں کے نام یہ ہدایت جاری کر دی ہے کہ ریاست میں رائج ہر زبان میں پیش کی ہوئی عوام کی عرضداشتیں قبول کی جائیں۔ پنجاب میں ہندی اور پنجابی کے علاوہ ایک بڑا طبقہ اردو زبان کو استعمال کرتا ہے۔ (ناظر رامپور)

مضامین و مراسلات وغیرہ "ہماری زبان" کو ارسال کرتے وقت یہ ملحوظ رکھیں کہ کاغذ کے ایک طرف ہیں

بحر اللغات

۱۔ **وجود**۔ اسم۔ وجود، ہستی، ہونا، بقا، موجودگی، زندگی، ماہیت، اثبات، حاضری، ہست و بود، وغیرہ۔
بقائے باہم، ہم وجودیت، اصلیت، حقیقت، واقعیت سچائی، ٹھوس، حقیقت وغیرہ۔
(علم موجودات) وجودیات۔

فعل۔ وجود رکھنا، پانا، با وجود ہونا، موجود ہونا، ہونا، رہنا ہستی پانا، رکھنا، دار ہونا،
زندہ ہونا، رہنا، سانس لینا، جینا، قیام رکھنا، کھڑا ہونا، حاضر ہونا، موجود ہونا، وقوع پذیر ہونا، رونما ہونا، منصۂ ہستی پر آنا، منظر عام پر آنا، ظاہر ہونا، جاری رہنا، وقت گزارنا، وغیرہ۔
ہم وجود رہنا وغیرہ۔

صفت۔ موجود، با وجود، وجودی، وجود پذیر، ہستی دار، بقا پذیر، زندہ، قائم، غیر معدوم، جاری، وغیرہ۔
اصلی، سچا، واقعی، قطعی، مطلق، حقیقی، صادق، مثبت، ٹھوس جسمانی، خود وجود، وغیرہ۔
عینی، غیر قیاسی، غیر افسانوی، وغیرہ۔

صفت فعل۔ واقعتہً، حقیقتاً، اصلاً، درحقیقت، در اصل وغیرہ۔

۲۔ **عدم**۔ اسم۔ عدم، غیر وجود، عدم وجود، بے وجودی، نیستی، نہیں ہونا، فنا، غیر موجودگی، موت، نفی، غیر حاضری، نقدیم، ہیچ کنی، وغیرہ۔

فعل۔ معدوم ہونا۔ نیست و نابود ہونا، بے وجود ہونا، مرنا، عالم بالا کو کوچ کرنا، دار فانی کو کوچ کرنا، آخری سانس لینا، روح کا پرواز کرنا، تحلیل ہونا، وغیرہ۔
معدوم کرنا، ہیچ کنی کرنا، برباد کرنا، ختم کرنا، صفحۂ ہستی سے مٹانا وغیرہ۔

صفت۔ معدوم، بے وجود، بے ہستی، منفی، غیر موجود، غیر حاضر، مردہ، وغیرہ۔
غیر اصلی، غیر حقیقی، جھوٹا، کاذب، بے حقیقت بے بنیاد، غیر جسمانی، بے صورت،
معدوم شدہ، عدم پذیر وغیرہ۔
قیاسی، افسانوی، موہوم، وغیرہ

صفت فعل۔ نفیاً، وغیرہ۔

یہ ہوا روگٹ کی (Thesaurus) کے پہلے عنوان کا موٹا جھوٹا سا ترجمہ یا عکس دیکھئے اردو زبان کو ایسی لغت کب میسر ہوتی ہے (اقبال کرشن)

(یاران نکتہ داں کے لئے صلائے عام ہے۔ ادارہ)

شکایات

رانچی گرلز اسکول میں اردو تعلیم کا انتظام کیا جائے

اس خط کے ذریعہ میں آپ کے اخبار اور اخبار بیں، انصاف پسند حضرات کی اور بہار کے وزیر تعلیمات کی توجہ رانچی ہائر سکنڈری گرلز اسکول ڈبر یا ٹولہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔

اس اسکول میں کم و بیش دو سنو اردو پڑھنے والی طالبات ہیں۔ گزشتہ اکتوبر سنہ ۱۹۶۲ء تک ان کی تعلیم کا کم و بیش ایک اچھا انتظام تھا۔ اردو کی تعلیم کے لئے ایک ٹیچر مہیا تھا، اور اسکول کی لڑکیاں مطمئن تھیں۔ مگر گزشتہ اکتوبر سے یہاں اردو کا کوئی ٹیچر نہیں ہے۔ لڑکیاں یونہی اردو پڑھنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ ان کی ایک کافی بھاری تعداد یہاں تعلیم حاصل کر رہی ہے اور اردو کے ٹیچر کی عدم موجودگی میں پریشانیوں کی شکار ہے۔ کوئی ان سے پوچھے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ دو سنو لڑکیوں کی موجودگی کے باوجود ایک سال سے یہاں کوئی بھی اردو ٹیچر نہیں ہے .... کیا یہ سراسر بے انصافی اور تنگ نظری نہیں؟

میں جمہوریت پسند اور انصاف پسند حضرات کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں اور وزیر تعلیمات سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ خاص کر اس اسکول اور ایسے دیگر اسکولوں پر جہاں اس قسم کی بے انصافیاں کی جا رہی ہیں، فوری توجہ دیں۔

(غلام مصطفےٰ رانچی یونیورسٹی رانچی)

اردو کے ساتھ زیادتی

اعظم گڑھ ضلع میں قصبہ محمد آباد ایک بہت قدیم اور ترقی یافتہ جگہ ہے۔ یہاں ایسے لوگوں کی اکثریت ہے جن کی مادری زبان اردو ہے لیکن افسوس ہے کہ یہاں کے پرائمری اسکول میں نہ تو اردو پڑھائی جاتی ہے اور نہ کوئی اس کا استاد ہے۔ قیامت تو یہ ہے کہ یہاں پر ایک گورنمنٹ ماڈل اسکول کھلا ہے اس میں سہ لسانی فارمولے کے ماتحت جو تین زبانیں پڑھائی جاتی ہیں۔ وہ ہندی انگریزی اور سنسکرت ہیں امسال چھٹی جماعت میں اردو ضرور داخل کی گئی ہے لیکن اردو لینے والے لڑکوں کے ساتھ یہ زیادتی ہو رہی ہے کہ ان کے لئے بھی ہندی انگریزی اور سنسکرت لازمی ہے۔ اردو چوتھی زبان کی حیثیت رکھتی ہے اور وہ بھی آرٹ کی جگہ پر ہے اردو لینے والے طالب علم کو اختیار ہے۔ کہ وہ چاہے اردو بھی لے اور چاہے آرٹ۔ ایسی حالت میں ایسے بچوں کے والدین قدرتی طور پر متردد اور پریشان ہیں کہ اگر بچے نے اردو بھی لی تو وہ چار زبانیں کیونکر سیکھ سکتا ہے۔ کیا ایسا بچہ فطری طور پر تعلیم سے جی نہیں چرائے گا۔ اور دوسرے بچوں کے مقابلے میں پچھڑا نہیں رہے گا۔ کیا آرٹ سے جو بچوں کے لئے دلچسپی کا مضمون ہوتا ہے اور سائنس وغیرہ کی تعلیم میں معاون ثابت ہوتا ہے بچہ محروم نہیں ہو جائے گا۔ کیا بہت سے بچے اردو کی جگہ آرٹ کو ترجیح دینے پر مجبور نہیں ہوں گے؟ ایک اردو دوست محمد آباد گوہنہ ضلع اعظم گڑھ

(منقول از قومی آواز لکھنؤ)

اردو سے متعلق چند باتیں

کرنی لسانی فارمولے میں اردو کی پوزیشن کے متعلق چند باتیں لوگوں کے ذہن میں صاف نہیں ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ سنسکرت لیتے ہوئے بھی اختیاری مضمون میں اردو لی جا سکتی ہے۔ اس طرح سے بچہ انگریزی سنسکرت اور اردو پڑھ سکتا ہے۔

دوسری بات اردو کتابوں کی ہے۔ سہ لسانی تعلیم کے سلسلے میں محکمہ تعلیمات کے جو احکام آئے ہیں ان میں ایک کورس ان بچوں کے لئے جنھوں نے درجہ پانچ تک اردو نہیں پڑھی ہو ان بچوں کے لئے درجہ ششم میں اردو بیسک ریڈر حصہ اول و دوم ہے اور جن بچوں نے درجہ پانچ تک اردو میں تعلیم پائی ہے ان کے لئے بہارستان ادب ہے اس طرح سے درجہ ہفتم میں اردو بیسک ریڈر حصہ سوم ہے۔ اور بہارستان ادب ہے۔

بعض جگہ اسکولوں میں اختیاری مضمون میں اردو دی ہے اس سلسلے میں کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ بچے پر چار زبانوں (انگریزی، ہندی، سنسکرت، اردو) کا بار پڑتا ہے۔ اردو کس طرح سیکھیں؟ لیکن یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیئے کہ سنسکرت پڑھنے کے لئے ہندی کے حروف ہی کام میں آتے ہیں بچے کو کوئی نئے حروف تہجی نہیں سیکھنے پڑتے ہیں اس کے علاوہ ہندی کے ساتھ جو سنسکرت ہوا کرتی تھی وہ سہ لسانی فارمولے کے تحت ختم ہو گئی ہے اس لئے سنسکرت پڑھنے سے بچے پر کوئی خاص بار نہیں پڑتا ہے۔

اردو کے مخالف لوگ دوسری دلیل یہ دیتے ہیں کہ بچہ اختیاری مضمون میں آرٹ لے سکتا ہے۔ اگر اردو دلائی جاتی ہے تو آرٹ نہیں لے پاتا ہے آرٹ سائنس کی تعلیم میں معاون ہوتا ہے۔ یہ صرف دل بہلانے کی بات ہے اور اس کا کوئی علاج نہیں۔ سائنس میں جتنی آرٹ کی ضرورت ہے بچہ اس کو الائیڈ آرٹ میں سیکھ سکتا ہے جس کو وہ لازمی مضمون کی حیثیت سے پڑھتا ہے اس کے علاوہ سائنس میں متعلقہ آلات بنوائے جاتے ہیں، ان کو بنانے کے لئے آرٹ سیکھنے کی کوئی خاص ضرورت نہیں آرٹ میں سائنس کے آلات نہیں بنوائے جاتے ہیں لہذا آرٹ نہ پڑھنے سے سائنس کی تعلیم میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی ہے۔

اس قسم کا پروپیگنڈہ ایسے لوگ کر رہے ہیں جو بظاہر اردو کے ہمدرد بنتے ہیں لیکن در اصل یہ لوگ اردو کی جڑ کاٹ رہے ہیں اردو دوستوں کو ان کے پروپیگنڈے میں نہیں پھنسنا چاہیئے

(شریف الحسن لاہرپوری)
لاہرپور ضلع سیتاپور
(منقول از قومی آواز لکھنؤ)

اسمائے گرامی		تعداد اشعار
حافظ محمد یوسف	عزیز جے پوری	۵
منشی احترام الدین	شاغل جے پوری	۲
مولوی سید عبد السلام	خیال جے پوری	۳
منشی چند بہاری لال	صبا جے پوری	۳
مولوی سید انوار الرحمٰن	بسمل جے پوری	۲
قاضی نور احمد	تنویر جے پوری	۳
منشی لچھمی نراین	سحاب جے پوری	۴
مولوی سید معشوق حسین	اطہر ہاپوڑی	۴
بابو شمس الحسن	شمس کھتیڑی	۲
ناصر حبیب		۴
حافظ محمد ایوب	قمر جے پوری	۲
جاوید بھرت پوری		۲
رفیق چودھپوری		۲
افضل ہاپوڑی		۴
میر احمدی اجمیری		۴
شوقی اجمیری		۲
معنی اجمیری		۳
احسن اجمیری		۱
تبسم نظامی (علیگ)		۴
حافظ محمد ابراہیم	ماجد پلول	۱
الطاف حسین	گویا رائے بریلی	۲
عبد القدیر	ناظم ہاپوڑی	۱
قاضی عبد الاحد	اختر ہاپوڑی	۱
محمد سلیم	سلیم ہاپوڑی	۳
عبد الحمید	حمید ہاپوڑی	۱
قاضی معین الدین	شید گوالیار	۱
خلیل احمد	ہاشمی گوالیار	۱
غلام محی الدین	سلیم ہاپوڑی	۵
شیر محمد خاں	بوم ہاپوڑی	۸
خواجہ امیر احمد	صدر	۱
زیدی	کیف خورجہ	۱
آصف علی	باسط بدایونی	۲
محمد غیاث	کوثر	۱
چودھری شریف الحسن	مہابن	۱
تاباں بدایونی		۴
رضا اللہ خاں	ریاست ٹونک	۱
بسمل ٹونک		۲
ارشدی بدایونی		۱

اسمائے گرامی		تعداد اشعار
رفیق مین پوری		۲
معجز دہلوی		۳
امجد حیدر آبادی		۱
اخضر اکبر آبادی		۳
قدیر لکھنوی		۲
سراج لکھنوی		۴
منور دہلوی		۱
قمر دہلوی		۱
کیفی دہلوی		۴
مولوی شرف الدین	یاس ٹونکی	۲
شیدا دہلوی		۱
خانی بدایونی		۵
کیفی دہلوی		۲
بزم اکبر آبادی		۲
پنڈت امر ناتھ	ساحر دہلوی	۲
مہاراجہ سر کشن پرشاد شاد		۲
ماہر القادری		۵
وصل بلگرامی		۳
عطا بدایونی		۱
مرزا یگانہ یاس لکھنوی		۱
سیماب اکبر آبادی		۵
قمر بدایونی		۳
مولوی ممتاز حسین عیش		۵

یہ سلسلہ صفحہ ۳۳ پر ختم ہوتا ہے (باقی آئندہ)

لہ آل انڈیا مشاعرہ جے پور کے بعض کامیاب اور پسندیدہ اشعار یہ ہیں۔

دل کی بساط کیا تھی نگاہ جمال میں (سیماب اکبر آبادی)
اک آئینہ تھا ٹوٹ گیا دیکھ بھال میں

کچھ اور مانگنا مرے مشرب میں کفر ہے (سراج لکھنوی)
لا اپنا ہاتھ دے مرے دستِ سوال میں

فطرت کا شاہکار ہے تصویرِ حسن دوست (معنی اجمیری)
کیا کیا نہ رنگ صرف ہوئے خط و خال میں

اے برق تو ابھی سے ہے کیوں اتنی بے قرار (آرزو جے پوری)
بنیادِ آشیاں تو ابھی ہے خیال میں

اس بیخودی کا کوئی ٹھکانہ ہے اے خدا (قمر جے پوری)
کعبہ کو جا رہا ہوں بتوں کے خیال میں

آنکھوں کا نور، دل کا سکوں، روح کی نشاط (نامعلوم)
جنت بنے ہوئے ہیں وہ میرے خیال میں

نظم "میرے دوستو" کا عروضی تجزیہ

۱۸ اگست کے ہماری زبان میں جناب سید علی ٹونک کا مراسلہ شائع ہوا ہے جس میں انھوں نے سلام بن رزاق نیوپلی کی نظم "میرے دوستو" پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے چونکہ انھوں نے محض نظم کی ہیئت پر اظہار خیال کیا ہے اس لئے میں بحث کو اسی حد تک محدود رکھوں گا۔

پہلی بنیادی بات یہ ہے کہ سید علی ٹونک صاحب کے قول کے مطابق نظم ۱۰ اشعار پر مشتمل ہے۔ دراصل اس قسم کی نظم کے ضمن میں یوں کہنا زیادہ موزوں ہوگا کہ نظم ۲۰ مصرعوں پر مشتمل ہے نظم کے جن چار مصرعوں پر مراسلہ نگار کو اعتراض ہے دراصل ان کی موجودہ ہیئت میں ہرگز کوئی قباحت نہیں جن لوگوں کے ذہن بحروں کی حدود میں قید ہیں اور چند عروضی اصطلاحوں سے آگے نہیں بڑھتے، ان کے کانوں میں ہر نئے تجربے پر خطرے کی گھنٹی بجتی ہے۔ آخر ان مصرعوں میں کیا برائی ہے:

تمہارے عزائم کے تیشوں نے کتنے ہی کوہ گراں
سرنگوں کر دیئے ہیں۔

ان دونوں مصرعوں کو تقطیع کی خاطر مسلسل پڑھنا ہوگا۔ ہر دو مصرعے کی تقطیع الگ الگ کرنا بالکل غلط بات ہے۔ دونوں مصرعوں کی تقطیع فعولن رکن پر کر کے دیکھئے، بات واضح ہو جائے گی۔ اگر بحر متقارب سالم صرف چار مصرعوں کی قید لگاتی ہے تو لگاتی رہے۔ ایک مصرعے میں ارکان بڑھائے بھی جا سکتے ہیں اور اگر مصرعہ زیادہ طویل ہو جائے تو اسی کے ایک یا ایک سے زیادہ "ٹکڑے" کر کے بھی لکھا جا سکتا ہے۔ سید صاحب نے نجانے "ہی کوہِ گراں" کی تقطیع اس طرح کیسے فرمائی:

ہی کوہ ۔ ۔ ۔ گراں
فعول ۔ ۔ ۔ فعول

حالانکہ "ہی کوہ" فعولن کے وزن پر ہے اور "گراں" "فعَل" کے وزن پر۔ "ہی کوہ" کی زیر کو نظر انداز کرنا بعید از فہم ہے۔ یہ تو خیر برسبیلِ تذکرہ بات آگئی۔ دراصل دونوں مصرعوں کی تقطیع "فعولن" پر بڑی آسانی سے ہو جاتی ہے۔ اہل نظر اس کا اندازہ بخوبی لگا سکتے ہیں۔ میں یہاں تقطیع کر کے دکھانا چنداں ضروری نہیں سمجھتا۔

ان دنوں بے وزن مصرعے کہنے کی وبا کچھ بڑھ چلی ہے جو ہرگز حوصلہ افزائی کے قابل نہیں۔ یہ لوگ بھولتے ہیں کہ وزن کے بغیر شعر شعر نہیں ہو سکتا۔ یوں تو نثر کے ہر جملے کو شعر کہہ دیجئے تو حقیقت شعری کا کیا ہے جو وزن کے فقدان سے فنا ہو جاتی ہے۔ اس قسم کے مکتبِ خیال کی انتہا پسندی کا نتیجہ کچھ اچھا نہ ہوگا۔ دوسری طرف ایک مکتبِ خیال وہ ہے جو آج بھی کہنہ روایتوں کی بوسیدہ چار دیواری میں محبوس ہے اور اپنی موت آپ مر رہا ہے بلکہ مر چکا ہے۔ آخر کسی بحر کو چھوٹا یا بڑا کر دینے میں کیا عیب ہے۔ یہ کیوں لازم قرار دیا جائے کہ اگر کسی بحر کے چار ارکان ہیں تو نظم کا ہر مصرع صرف چار ہی ارکان پر تقطیع ہو۔ ایک مصرعے میں ایک رکن یا اس سے زیادہ "دو" "چار" یا "پانچ" یا "چھ" رکن بھی ہو سکتے ہیں۔ یہ بات متعین کرنے میں احساس کی فطری روانی اور natural pauses کارفرما ہوتے ہیں۔ مصرعے کو بے وجہ توڑنا مصرعے کو تہ تیغ کرنا ہے آزاد نظم کہنے میں natural pauses بڑا اہم پارٹ ادا کرتے ہیں بعض اوقات اس قسم کی نظم ہیئت کے اعتبار سے conversational قسم کی نظر آتی ہے۔ مگر نظم میں اگر فطری وقفوں کا لحاظ رکھا جائے تو نظم کا تاثر از حد بڑھ جاتا ہے۔ مگر اس قسم کی نظم سے لطف اندوز ہونے کے لئے آنکھوں کا اصل PATTERN سے مانوس ہونا از حد ضروری ہے ورنہ وہ لوگ جن کی آنکھیں دل و دماغ کی نسبت زیادہ ذکی حس ہیں، اپنے آپ کو بری طرح مجروح پائیں گے۔

اختر الایمان نے ہیئت پر فطری وقفوں کی ضرورت کو قربان کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی نظمیں پڑھتے ہوئے قاری کا ذہن دھچکے محسوس کرتا ہے:

سلام بن رزاق کی نظم "میرے دوستو" کے زیر بحث چاروں مصرعوں میں ایسے کوئی دھچکے محسوس نہیں ہوتے۔ کیونکہ مصرعوں کو مناسب مقام پر توڑا گیا ہے۔ (چندر پرکاش شاد)

انکشاف

اس وقت بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ غالباً ۸ جون کے ہماری زبان میں آپ نے "سیر بین" کے کالم میں پنڈت نہرو کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا کہ انھوں نے ایک بار یہ شعر پڑھا تھا:

اس طرح طے کی ہیں ہم نے منزلیں
گر پڑے، گر کر اٹھے، اٹھ کر چلے

اور یہ بھی لکھا تھا کہ شاعر کا نام معلوم نہیں۔ جہاں تک مجھے یاد آتا ہے پنڈت نہرو نے یہ شعر کم سے کم اپنی تین چار تقریروں میں پڑھا ہے اور اس کے مصنف سید علی حیدر نظم طباطبائی ہیں۔ یہ شعر طباطبائی کے دیوان میں بھی میں نے دیکھا ہے۔

(نثار احمد فاروقی)

استفسارات کے بارے میں

یہ شعر کس کا ہے؟ فلاں کا سن ولادت کیا ہے؟ ہماری زبان میں اکثر اس قسم کے استفسارات

شایع ہوتے رہتے ہیں ان میں کچھ کے جوابات تو واقعی تکنیکی سے طلب کیے جاتے ہیں مگر کچھ حضرات نے انھیں محض تفنن طبع کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ میرے خیال میں جب تک صاحب تحقیق اس قسم کے استفسار کی وجہ ضرورت نہ بتائے ادارہ ہماری زبان کو انھیں شایع نہیں کرنا چاہیے۔ (عجوزف انور)

اردو ادب

ایڈیٹر صاحب کی کوششیں اردو ادب کی ترقی کے سلسلے میں ستائش کے لائق ہیں۔ صورت و معنی ہر دو اعتبار سے رسالہ اچھا ہے۔ لیکن میری ایک تجویز ہے جسے جلد بروئے کار آنا چاہیے۔ جیسا کہ "ہماری زبان" میں ایک صاحب کی شکایت ہے کہ زبان اردو کا فی زمانہ کوئی ایسا معیاری رسالہ نہیں جو اردو زبان و ادب کی کامل نمائندگی کر سکے۔ میرا خیال ہے "اردو ادب" اس سلسلے میں ایک قدم آگے بڑھا سکتا ہے۔ پہلی ضرورت یہ ہے کہ سال بھر میں چار کے بجائے چھ نمبر نکالے جائیں۔ چندہ پندرہ روپیہ سالانہ کر دیا جائے اور ادبی حلقے کی فیس ۲۵ روپے۔ علمی و تحقیقی مضامین کے ساتھ تنقیدی اور تخلیقی مضامین کی بھی اچھی خاصی گنجائش نکل آئے گی اور اس طرح اردو زبان و ادب کے ماضی حال مستقبل کی زیادہ اچھی وکالت ہو سکے گی۔

"اردو ادب" کا زیر نظر شمارہ سنہ ۶۲ء کا پہلا شمارہ ہے۔ لیکن ماہ ندارد۔ رسالے پر چھپنے کے نام کا تعین اس لئے ضروری ہے کہ خریدار کے انتظار کی ایک حد مقرر ہو جاتی ہے اگر میں یہ فرض کر لوں کہ رسالہ جنوری سنہ ۶۲ء کا ہے تو دل میں یہ خلش ہوتی ہے کہ ماہ اگست تک شمارہ ۲۔ اور شمارہ ۳ بھی میرے نام آ جانے چاہئیں۔ خدا جانے رسالے کا سال کس ماہ سے کس ماہ تک ہے۔

ملٹن کے Samson Agonistes کا مجنوں گورکھپوری کا ترجمہ پڑھا اور لطف اٹھایا۔ لفظی ترجمے کے بجائے اگر آزاد ترجمہ کیا جاتا تو زیادہ شگفتہ اور رواں ہوتا۔

حضرت مجنوں کو اس کا ترجمہ کرنا ہی نہ چاہیے تھا کیونکہ ڈرامے کے اندر درد و سوز کی جو لہر ہے، ان کی افتاد طبع کے منافی ہے۔ علامہ راشد الخیری جیسا آدمی ہی یہ کام خوب کر سکتا تھا۔

حضرت مجنوں گورکھپوری کو چاہیے کہ "Paradise Lost" کو اردو کا لباس پہنائیں۔ پھر میں بعد ادب عرض کروں گا کہ ترجمہ لفظی نہیں بلکہ آزاد ہونا چاہیے اگر انھوں نے اس طرف توجہ کی تو یہ اردو کی بڑی خدمت ہوگی۔

میری دعا ہے کہ آپ اور آپ کا ادارہ اسی طرح ترقی کی راہ پر گامزن رہے۔

جسارت کے لئے عفو کا طالب رائے نوجوان

سید ریاض علی پرواز

(جنوری سے دسمبر تک چار نمبر شایع ہوتے ہیں)

ادارہ

آنجہانی اور مرحوم

براہ کرم یہ صراحت کرنے کی زحمت کیجیے کہ آنجہانی اور مرحوم کے معنی میں کیا فرق ہے اور ان کا محل استعمال کیا ہے۔ ۲۰ اگست سنہ ۶۴ء کے "ہماری زبان" میں بہار ریاستی انجمن ترقی اردو کی مجلس عاملہ کی چند تجویزیں شائع کی گئی ہیں جن میں آنجہانی پنڈت نہرو، اور مرحوم صدر انجمن جناب محمد ایوب، کا ذکر ہے۔ رسالہ شاعر بمبئی کے جولائی سنہ ۶۴ء کے شمارے میں جو اداریہ ہے اس میں بھی تیسرے پیراگراف میں آنجہانی پنڈت جواہر لال نہرو کی توصیف کی گئی ہے رسالہ انشاء کراچی کے عبد الحق نمبر بابت اگست سنہ ۱۹۶۲ء میں دو مکاتیب عبد الحق شایع ہوتے ہیں۔ فہرست میں لکھا ہے "گاندھی جی آنجہانی کے نام" "سر سکندر حیات خاں مرحوم کے نام" لیکن یکم جون سنہ ۶۴ء کے ہماری زبان میں جناب مجنوں گورکھپوری کا ایک تعزیتی تاثر ہے جس میں "موتی لال مرحوم اور جواہر لال نہرو آنجہانی" کا ذکر خیر ہے۔ مہربانی فرما کر لکھیے کہ "آنجہانی" کا استعمال کن موقعوں پر کیا جائے۔ (ڈاکٹر گیان چند)

چھپائی اور بینائی

یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ دنیا تیزی کے ساتھ اختصار کی جانب رجوع ہے لیکن "کوئی صاحب" کتابت کی باریکی کی ایک حد مقرر کرانا چاہتے ہیں سبحان اللہ!

اگر موصوف کی بصارت اجازت دے تو انگریزی کی وہ کتابیں ملاحظہ فرمائیں جن کے حروف اردو کے باریک سے باریک حروف کے مقابلے میں باریک تر ہوتے ہیں لیکن آج تک انگریزی دانوں کو باریک حروف کی شکایت کرتے نہیں سنا گیا بلکہ پاکٹ سیریز وغیرہ سستی ہونے کی وجہ سے زیادہ خریدی جاتی ہیں۔ اردو میں بھی اس کا رواج رفتہ رفتہ بڑھ رہا ہے اور یہ اردو زبان و ادب کے لئے ایک اچھی علامت ہے۔

باوجود باریک چھپائی کی کتب پڑھنے کے یہ نہیں سنا گیا کہ انگریزی قوم کی بینائی دیگر اقوام کے مقابلے میں کمزور ہے یہیں چھپائی میں بصارت تو قربان نہیں ہوتی البتہ مراسلہ شائع کرانے کے لئے موضوع ضرور مل جاتا ہے۔ ایڈیٹر صاحب "ہماری زبان" کا "کوئی ہے" سے کوئی ربط خاص نہ ہو تو یہ خط بھی شائع کر دیں۔ (رضوی امروہوی)

(ہمارا رخنہ مراسلہ نگاروں سے عرض ادب کا ہی ہوا)

غیر ہندی علاقوں میں ہندی اسکولوں کی امداد

مرکزی وزارت تعلیمات کے ایک پریس نوٹ میں بتایا گیا ہے کہ ہندی کی رضاکارانہ طور پر کام کرنے والی انجمنوں کے لئے مرکزی سرکار کی امدادی اسکیم کے تحت ہندی نہ بولنے والی ریاستوں کے ان ہائی اسکولوں کے لئے جہاں ذریعہ تعلیم ہندی ہے۔ امداد منظور کی جاسکتی ہے گزشتہ مالی سال میں ان اسکولوں کے مالیاتی خساروں کو پورا کرنے کے لئے متعلقہ ریاستی سرکاروں کے ذریعہ باضابطہ تصدیق پر وزارت تعلیمات یہ گرانٹ عارضی بنیادوں پر دے سکتی ہے۔ یہ گرانٹ ریاستی سرکاروں کے ذریعہ دی جانے والی امداد کے بجائے منظور نہیں کی جائے گی۔

مذکورہ بالا قسم کے اسکولوں کے انتظامیہ کی طرف سے درخواستیں اپنی متعلقہ ریاستی سرکاروں کے توسط سے مقررہ فارم پر جو وزارت تعلیمات (شعبہ زبانوں کے) یا کلکتہ اور مدراس میں ہندی کے مرکزی ڈائریکٹوریٹ کے علاقائی افسروں سے دستیاب ہیں۔ ۳۱ اکتوبر ۱۹۶۴ء سے قبل بھیجی جاسکتی ہیں۔

جن اسکولوں کی طرف سے اس وزارت کے سابقہ پریس نوٹ کے جواب میں درخواستیں بھیجی جاچکی ہیں۔ ان کو دوبارہ درخواست دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

(منقول از قومی آواز لکھنؤ)

۱۹۶۳-۶۴ء میں اردو کی ۱۳۶ کتابیں شایع ہوئیں

۱۹۶۳-۶۴ء میں ہندوستان میں چھپنے والی کتابوں میں تعلیمی نوعیت کی کتابوں کی تعداد سب سے زیادہ تھی۔ تعلیم اور سماجی سائنسوں کے موضوعات پر ۵۲۲۲ اور ۱۳۳۰ نصابی کتابیں انگریزی اور عام ہندوستانی زبانوں میں شایع ہوئیں۔

زبان وار تعلیمی نوعیت کی سب سے زیادہ کتابیں انگریزی میں شایع ہوئیں۔ ان کی تعداد ۳،۷۱۹ تھی البتہ نصابی کتابیں سب سے زیادہ ہندی میں شایع ہوئیں۔ ہندی میں ۴۱۲ اور انگریزی میں ۳۲۶ نصابی کتابیں شایع ہوئیں۔ ادبی نوعیت کی ۳،۰۷۱ کتابیں شایع ہوئیں۔ ہندی میں ۹۲۶ تعلیمی نوعیت کی اور ۸۶۵ ادبی نوعیت کی کتابیں شایع ہوئی، انگریزی میں ان کی تعداد علی الترتیب ۷،۱۱۴ اور ۴۲۳۴ تھی بنگالی مراٹھی تامل تلگو میں شایع شدہ ادبی کتابوں کی تعداد ۴۰۴، ۸۵۶، ۳۵۲، ۴۰۰ تھی اردو میں ادبی کتابوں کی تعداد ۱۰۸ تھی انہی زبانوں میں شایع شدہ تعلیمی نوعیت کی کتابوں کی تعداد علی الترتیب ۲۱۷، ۳۵۱، ۱۷۵۹، ۸ تھی۔

(منقول از قومی آواز لکھنؤ)

اترپردیش کی حکومت تمام انگریزی قوانین کا ہندی ترجمہ کرائے گی

معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت اترپردیش نے فیصلہ کیا ہے کہ مرکزی حکومت کی جانب سے ہندی کمیشن کے تقرر کا انتظار کئے بغیر تمام قواعد و ضوابط بائی لاز اور قوانین وغیرہ کے (جن کے مسودے ۱۹۵۱ء سے پہلے انگریزی میں تیار کئے گئے تھے) ہندی میں ترجمہ کا کام شروع کر دیا جائے۔

اس سلسلے میں یاد رہے کہ ہندی بولنے والے صوبوں کے وزراء اعلیٰ کی کانفرنس نے ان صوبوں سے کہا تھا کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں قوانین کے ہندی ترجمہ کا کام شروع کر دیں اس کے فوراً بعد مرکزی وزیر داخلہ نے اعلان کیا کہ ہندی کمیشن مقرر کیا جائے گا جس کے پاس ہر صوبہ انگریزی قوانین کے ہندی ترجمے بھیجے گا تاکہ ملک بھر میں سرکاری زبان کے استعمال میں یکسانیت رہے۔

اب پتہ چلا ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت کی جانب سے مجوزہ ہندی کمیشن کے تقرر کا انتظار نہیں کرنا چاہتی صوبائی حکومت کے ایک ترجمان نے بتایا ہے کہ اترپردیش نے اب تک ہندی کی ایک ایسی فرہنگ مرتب کرنے میں قیادت کی ہے۔ جو دوسرے صوبوں کے لئے قابل قبول ہے حکومت مستقبل میں بھی یہ کام جاری رکھے گی۔

ترجمان نے کہا کہ زبان کے معاملہ میں یکسانیت پیدا کرنے کی غرض سے صوبائی حکومت مجوزہ ہندی کمیشن سے یقیناً مدد حاصل کرے گی تاکہ متبادل الفاظ یا ٹکنیکل اصطلاحوں کی تلاش میں پیدا ہونے والی کسی بھی دشواری کو دور کیا جاسکے اور ہندی فرہنگ کو معیاری شکل دی جاسکے۔ یہ سارا کام مرکزی حکومت کی پیش قدمی کے انتظار میں نہیں روکا جاسکتا۔

یہاں معلوم ہوا ہے کہ کام کو تیز رفتاری سے کرنے کے لئے صوبائی حکومت محکمہ لسانیات کے عملہ میں اضافہ کرنے کے متعلق سوچ رہی ہے۔

(منقول از سیاست جدید کانپور)

بھیمڑی کی ادبی سرگرمیاں

۱۵ راگست ۱۹۶۳ء بسلسلہ جشن یوم آزادی بھیمڑی۔ نظامپور میونسپلٹی نے ایک شان دار مشاعرہ کا اہتمام کیا۔ مقامی میونسپلٹی کی تاریخ میں اردو مشاعرہ کا یہ پہلا موقعہ تھا میونسپلٹی کے ارباب حل وعقد مبارکباد کے مستحق ہیں۔

مشاعرہ جناب مختار بارہ بنکوی کی صدارت میں ہوا۔ رسم افتتاح جناب غلام محمد سوس بی۔ اے نے ادا کی۔ ناظم نسنگ کے فرائض جناب راہی صاحب کے ذمہ تھے۔ مہمان خصوصی جناب شیام پرشاد نگم صاحب نے اردو زبان پر ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی۔

مشاعرہ میں بمبئی اور بھیمڑی کے تقریباً ۴۵ شعراء نے اپنے کلام سے سامعین کو محظوظ فرمایا۔ مشاعرہ نہایت کامیاب رہا اور ۲½ بجے بخیر وخوبی ختم ہوا۔

(۲) خوشی کی بات ہے میونسپلٹی کے اکثر امور کی تشہیر اردو زبان میں بھی کی جاتی ہے۔ اکتوبر مہینہ سے شہر کے پرائمری مدارس اردو اور مرہٹی دونوں کا انتظام میونسپلٹی اپنے قبضہ میں لے رہی ہے لیکن ضلع پریشد کے زیر انتظام اسکولوں کی حالت بہت ناگفتہ بہ ہے ہم نے بعض امور میں نمائندگی کی ہے۔

امید ہے کہ میونسپلٹی کی نگرانی میں پرائمری اسکول کی دیرینہ زبوں حالی کا خاتمہ ہوگا۔ (محمد یوسف حسن سکریٹری انجمن ترقی اردو شاخ بھیمڑی)

"عثمانیہ یونیورسٹی اردو فورم" کا قیام

شعبۂ اردو عثمانیہ یونیورسٹی کے اساتذہ کا ایک جلسہ ۱۶ راگست بروز یکشنبہ پروفیسر مسعود حسین خاں صاحب صدر شعبۂ اردو عثمانیہ یونیورسٹی کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا۔ طے پایا کہ عثمانیہ یونیورسٹی کے معاون اور ملحقہ کالجوں کے اساتذۂ شعبۂ اردو پر مشتمل ایک تنظیم کا قیام عمل میں لایا جائے، جس کا نام "عثمانیہ یونیورسٹی اردو فورم" (مجلس اساتذۂ اردو عثمانیہ یونیورسٹی) ہوگا۔ فورم کے اجلاس ہر مہینے کے دوسرے ہفتے کو بالعموم نظام کالج میں منعقد ہوا کریں گے، جن میں اساتذہ اپنے تحقیقاتی اور تنقیدی مقالے پڑھیں گے، اور دیگر اراکین ان مسائل پر اظہار خیال کریں گے۔ مقامی اور بیرونی محققوں کو بھی خصوصی دعوت ناموں کے ذریعہ مدعو کیا جائے گا۔ ماہانہ اجتماع کے علاوہ فورم کے خصوصی اجلاس اور سالانہ اجلاس بھی ہوں گے شعبۂ اردو کی جانب سے ہر سال ایک تحقیقاتی مجلہ کا اجرا بھی عمل میں آئے گا جس میں خاص طور پر دکنی زبان و ادب سے متعلق مقالے شائع ہوں گے

ڈاکٹر مسعود حسین خاں بہ اعتبار عہدہ اردو فورم کے صدر ہوں گے۔ ڈاکٹر غلام عمر خاں کو بہ اتفاق آرا فورم کا سیکریٹری منتخب کیا گیا۔ (نامہ نگار)

ادبی نشست

کوڈر بھیتھان بزم شعور کوٹہ کے زیر اہتمام پروفیسر پریم شنکر سری واستو ایڈیٹر گلستان اور سید فضل المتین کے اعزاز میں ایک ادبی نشست پچھلے ہفتے منعقد ہوئی۔

سید فضل المتین، پرکاش چند، منظر نگری، بہار صدیقی، مختار الرحمٰن راہی، مفتون کوٹوی، ظفر غوری، شاد لوٹوی، نطفی کوٹوی اور آزاد نے اپنے کلام سے سامعین کو محظوظ کیا۔

نثر کے پروگرام میں صاحب صدر نے اپنے ریڈیائی فیچر جناب مختار الرحمٰن راہی نے اپنا افسانہ "آرزوں کے سائے تھے" اور وِدیا ساگر نے اپنی تمثیلی کہانی "تاریکی سے روشنی تک" پڑھ کر سنائی یہ نثر پارے بہت پسند کئے گئے یہ محفل ۲ بجے شب ختم ہوئی۔ (وِدیا ساگر، سیکریٹری)

جواب استفسار

خاور چلپوری صاحب کے استفسار مرقومہ "ہماری زبان" مورخہ ۸ راگست کے جواب میں عرض ہے کہ شعر "آج کیا بات ہے کہ پھولوں کا رنگ تیری ہنسی سے ملتا ہے" کے مصنف جگر مرادآبادی ہیں۔ "آتش گل" میں پوری غزل درج ہے۔ (فرحت القادری، معروف گنج گیا)

مالک انجمن ترقی اردو ہند علیگڑھ پبلشنہ ہر حسن پرنٹر ضمیر الدین قریشی نے مسلم ایجوکیشنل پریس علیگڑھ میں چھپوا کر مرکزی انجمن ترقی اردو ہند علیگڑھ سے شائع کیا